

حکیم الاسلام قاری محمد طیب قاسمی مدظلہ
مہتمم دارالعلوم دیوبند

★

تألیف از: جناب محمد اقبال قریشی مدظلہ

النسان خلاصہ کائنات ہے

قوله تعالى: وَفِي أَنْفُسِكُمْ أَفَلَا تُبْصِرُونَ ۝

ترجمہ از حضرت حکیم الامت بخانوی: اور تمہاری جانوں میں بھی کیا اور کیا تم نہیں دیکھتے۔
ترجمہ از حضرت مولانا شمس الحق صاحب افغانی: تمہارا نفس خود ایک کتاب ہے تم اسے

پڑھو۔

تشریح از حکیم الاسلام بقیۃ السلف حضرت مولانا قاری محمد طیب صاحب دامت برکاتہم
مہتمم اعلیٰ دارالعلوم دیوبند :- انسان عالم صغیر ہے۔ عالم کبیر کے جملہ نمونے اور نقشے اس میں موجود
ہیں۔ چنانچہ غور کیجئے کہ عالم کائنات کی دو ہی قسمیں ہیں۔ عالم شاہد اور عالم غیب۔

عالم شاہد اجسام کا مجموعہ ہے جو آنکھوں سے مشاہدہ اور محسوس ہوتا ہے۔ مثلاً دریا،
پہاڑ، زمین، آسمان وغیرہ۔ انسان میں عالم شہادت بدن ہے جس میں گوشت پوست، ہڈی،
چمڑہ اور دیگر اعضاء بدن وغیرہ۔ پھر جیسے اس دنیا میں عالم شہادت کے دو حصے ہیں۔ سفلیات،
جیسے زمین اور اس کے سبزہ زار، دریا، پہاڑ وغیرہ۔ علویات جیسے آسمان چاند سورج وغیرہ ایسے
ہی انسان میں فوقانی حصہ جس میں قلب اور دماغ ہے۔ اس کے علویات ہیں۔ اور تحتانی حصہ جس
میں مختلف حسی اعمال و حرکات کی قوتیں پوشیدہ ہیں مثلاً ہاتھ پاؤں، پیٹ پیٹھ وغیرہ یہ اس کے
سفلیات ہیں۔ پھر جس طرح عالم انسانی کی بنیاد عناصر اربعہ آگ، ہوا، پانی اور مٹی کے مادوں پر
ہے۔ بعینہ انسان میں انہی چارہ مادوں کے اثرات حرارت، برودت، بے ہوشی اور رطوبت

کار فرما ہیں۔ پھر سفلیات میں عناصر اربعہ کی کار فرمائی کا جو رنگ و صنگ ہے وہی بجسمہ انسانی سفلیات میں بھی ہے مثلاً زمین ایک تودہ خاک ہے، ایسے ہی انسان کا پورا بدن ایک مشت خاک ہے۔ پھر جس طرح زمین ہموار نہیں بلکہ اس میں طول و عرض اور عمق سب کچھ ہی ہے۔ ایسے ہی انسان کا بدن ہے۔ پھر جس طرح زمین کھود و توڑی نکالنا شروع ہو جاتی ہے۔ ایسے ہی انسانی بدن کا ٹٹنے سے خون بہنا شروع ہو جاتا ہے۔ پھر جیسے زمین مختلف رنگوں کی ہے۔ سفید، سیاہ، سرخ، زرد۔ ایسے ہی بدن انسانی میں بھی مٹی کے مختلف احوال موجود ہیں۔ مسلح سفید ہے، مستور حصے جیسے زیر بغل، کنج ران سیاہ ہے۔ چہرہ پر سُرخ رہتی ہے۔ ہڈیوں کے جوڑ پر کی کھال میں عموماً زردی نمایاں ہوتی ہے۔ پوری نوع بشر پر نگاہ ڈالو تو ہر رنگ کا انسان نظر پڑتا ہے۔ مغربی انسان عموماً سفید، مشرقی اور افریقی سیاہ، ہندوستانی گندم گوں، چینی زرد اور عرب سرخی مائل ہوتے ہیں۔ پھر زمین کا کوئی حصہ صاف ستھرا ہے۔ جیسے تفریح گاہ اور کوئی گندہ جس پر کوڑیاں پڑتی ہیں۔ ایسے ہی انسان کا لطیف اور صاف ستھرا حصہ چہرہ اور ہاتھ ہے۔ جسے عزت سے چومتے ہیں اور گندہ حصہ زیر بغل یا اعضاء نجاست ہیں۔ غرض مٹی ادا کی مخصوص صفات و کیفیات انسان میں سب موجود ہیں۔ پھر جیسے سارے عالم میں آگ اور برقی رو دوڑ رہی ہے۔ بعینہ انسانی بدن میں حرارت ادا آگ چلی ہوئی ہے۔ اور ایسی حرارت عربیز و طبعی پر انسانی زندگی قائم ہے۔ پھر جیسے مٹی پتھر اور لوہے کے آپس میں رگڑنے سے آگ پیدا ہوتی ہے۔ ایسے ہی انسانی ران یا ہاتھ کے آپس میں رگڑنے سے حرارت پیدا ہوتی ہے۔ پھر جیسے آگ درحقیقت فیض ہے علویات یعنی سورج کا یعنی سورج نہ ہو تو پتھر بھی ریت ہو کر بہہ جائیں۔ ایسے ہی انسانی بدن میں حرارت اس کے علویات یعنی قلب اور دماغ کا فیض ہے۔ قلب ہی حرارت عربیزی تیار کرتا ہے۔ اگر قلب یہ حرارت نہ بھیجے تو بدن جھڑنے لگے۔ اور قلب ہی نہ ہو تو ساری اقلیم مردہ بن کر ختم ہو جائے۔

پھر یہ پانی جیسے زمین کے گوشہ گوشہ میں سمایا ہوا ہے ایسے ہی انسانی بدن میں رطوبات اور پانی کی تری بصورت خون رچی ہوئی ہے۔ پھر جیسے عالم میں چشمے جاری ہیں۔ کوئی بڑا دریا ہے، کوئی چھوٹا۔ ایسے ہی انسانی بدن میں بڑی اور چھوٹی رگیں گویا دریا ہیں۔ پھر جیسے زمین میں نہریں، ندی نالے، پانی کے ڈونگرے۔ مثلاً تالاب ہیں۔ ایسے ہی انسانی بدن میں وہ رطوبات کا پانی رہتا ہے۔ پھر جیسے زمین میں شیریں نمکین اور شور مختلف قسم کے چشمے ہیں ایسے ہی انسانی بدن

میں منہ سے آبِ شیریں اور آنکھوں سے شہدِ چشمہ جاری ہے پتے سے کڑوا اور معدہ سے ترش پانی چلتا ہے۔ پھر جیسے دنیا میں حرارت و برودت کے غلبہ سے یا مقامی خصوصیات سے کہیں کا دریا رواں ہے کہیں کا جما ہوا ہے جیسے بحرِ سمندر شمالی اور بلغم وغیرہ منجمد چشمے ہیں۔ پھر جیسے کہیں گندہ پانی ہوتا ہے۔ انسان میں پیشاب یا سنک گویا گندہ پانی ہے جو گندی نالی سے بہتا ہے۔ پھر دنیا میں کہیں سرد چشمے ہیں۔ اور کہیں گندھک کا زور ہے۔ ایسے ہی انسانی بدن میں ٹھنڈے پانی کے چشمے جاری ہیں۔ ایسے ہی انسان میں زبان سرد پانی کا چشمہ اور پیشاب گرم پانی کا چشمہ ہے۔ پھر دنیا میں مرج البحرین ایک مقام ہے جس کا ایک حصہ شیریں اور دوسرا تلخ و شور ہے۔ ایسے ہی انسان کے دماغ کی جس مشترک میں شیریں چشمہ قوتِ ذائقہ اور نمکین چشمہ قوتِ باصرہ موجود ہے۔ پھر حسبِ طرح دنیا میں برسات ہوتی ہے، ایسے ہی انسانی بدن میں پسینہ ہے۔ پھر حسبِ طرح زمین ہی سے مانوں بڑھ کر زمین پر ہی برسات ہوتی ہے۔ اسی طرح انسان کا بدن سے ہی پسینہ ٹپک کر بدن پر ہی برستا ہے۔

غرض پانی کی جملہ انواع انسان میں موجود ہیں۔ پھر حسبِ طرح عالم کا ہر خلا ہوا سے پر ہے ایسے ہی انسانی بدن کا ہر خلا ہوا سے بھر پور ہے۔ پھر جیسے زمین پر ہوائیں چلتی ہیں ایسے ہی انسان میں چلتی ہیں۔ زمین پر گرم اور سرد ہوائیں چلتی ہیں۔ ایسے ہی انسان میں سانس کے ذریعہ جو ہوا اندر جاتی ہے۔ وہ سرد ہے اور جو ہوا باہر نکلتی ہے وہ گرم ہے۔ پھر جیسے ہوائیں صاف بھی ہوتی ہیں اور مستعفن بھی۔ ایسے ہی انسان میں ڈکار آتی ہے۔ تو خوشبودار ہوتی ہے۔ اور خردوجِ ریاچ ہوتا ہے۔ تو بدبودار۔ پھر جیسے زمین پر آندھیاں چلتی ہیں، ایسے ہی زیادہ دوڑنے سے انسان کا سانس اکھڑ جاتا ہے۔ پھر جیسے زمین پر مجلس اور گھٹن ہونے سے انسان کا دل گھبراتا ہے۔ اور پریشان ہوتا ہے۔ ایسے ہی ریاچ بند ہونے کے وقت حالت ہوتی ہے۔ پھر جیسے زمین کے خلاؤں میں سے اگر ہوا کھینچی لی جائے تو سارا عالم ختم ہو جائے۔ ایسے ہی انسانی بدن میں سے سانس کھینچی لی جائے تو اقلیم تن بھی ختم ہو جائے۔ غرض ہوا کی جملہ انواع انسان میں موجود ہیں۔

جمادات میں ہڈیوں کا سلسلہ گویا پہاڑ ہیں جن میں سے پہاڑوں کی طرح کوئی چھوٹی ہے کوئی بڑی۔ پھر حسبِ طرح پہاڑوں پر مٹی جمی ہے ایسے ہی اقلیم بدن پر گوشت چڑھا ہے۔ پھر پہاڑوں کے بعض خطے گرم ہیں، بعض سرد۔ ایسے ہی انسانی بدن کے مستور حصے گرم ہیں۔ اور سطح بدن کے تمام نمایاں حصے سرد۔ پھر پہاڑوں کے مقامات مقدسہ کی زیارت کی جاتی ہے اور بعض سے کراہت

کی جاتی ہے۔ ایسے ہی انسانی بدن میں چہرہ ہرہ کی ادب سے پیشانی چھری جاتی ہے۔ اور بعض حصوں کو دیکھنا شرعاً و عقلاً تنگ و غار سمجھا جاتا ہے۔ پھر زمین کے بعض حصوں کو دیکھنے کی قوت ہے لیکن ایسا کرنا عیب سمجھا جاتا ہے۔ ایسے ہی انسانی بدن کے بعض حصوں کو دیکھنا (مثلاً، پیٹ وغیرہ) حماقت ہے۔ پھر جیسے پہاڑ پر نباتات اگتے ہیں، ایسے ہی انسانی بدن پر بال اگتے ہیں۔ پھر حسب طرح زمین پر کہیں گھنا جنگل ہے کہیں جھنڈ۔ ایسے ہی انسانی بدن کے چہرہ اور سر پر گھنے بال بال ہیں۔ اور عام بشرہ بدن پر چھید ہیں۔ پھر حسب طرح زمین پر بعض نباتات برابر بڑھتے اور نشوونما پاتے رہتے ہیں اور بعض یکساں حالت پر قائم رہتے ہیں۔ اسی طرح انسانی بدن میں سر، ڈاڑھی اور مونچہ وغیرہ کے بال برابر بڑھتے رہتے ہیں، لیکن بقیہ جلد بدن کا رواں یکساں رہتا ہے۔ پھر بعض جگہ زمین کے جھاڑ جھنکار کے صاف کٹے بغیر زمین پر رونق نہیں آتی ایسے ہی انسانی بدن کے موٹے بھل اور موٹے زہار ہیں۔

پھر زمین کے بعض حصے قائم رکھنے سے زمین کا حسن دوبالا ہو جاتا ہے۔ اور ان کی تراش خراش سے زمین کا حسن دوبالا ہو جاتا ہے۔ ایسے ہی بدن انسانی میں برائے ریش میں جن کے رکھنے سے انسان کا حسن دوبالا ہو جاتا ہے۔ نیز انکی اصلاح اور موٹے شوراب کی تراش سے چہرہ کا حسن قائم ہوتا ہے۔ پھر جس طرح زمین کے مختلف قسم کے حیوانات کی بلد زمین کی رطوبت ہیں۔ ایسے ہی انسانی جہاں میں سر میں جویں، پیٹ میں کینچوے، معدے میں ریشمانی کیرٹے بدن کے خون کو چوستے اور بڑھتے ہیں۔ پھر حسب طرح زمین کے قطر اور جگہ میں مختلف صورتوں کے حشرات الارض ہیں۔ ایسے ہی انسان کے بدن میں مختلف رنگوں کے جراثیم ہیں جو خوردبین سے نظر آتے ہیں۔

پھر حسب طرح دنیا کے ہر خط کے جانور مختلف قسم کے ہوتے ہیں۔ ایسے ہی انسانی بدن کے ہر حصہ میں نئی نئی شکل و شمائل کے جراثیم ہیں۔ پھر حسب طرح زمین کی مخلوقات زمین میں پیدا ہو کر مر کر زمین میں ہی دفن ہو جاتی ہیں۔ ایسے جراثیم بدن میں پیدا ہو کر مرتے اور بدن میں ہی دفن ہو جاتے ہیں۔ پھر حسب طرح زلزلہ سے ساری زمین حرکت میں آتی ہے۔ ایسے ہی بدن میں دھردھری آنے سے پورا بدن اپنا تک متحرک ہو جاتا ہے۔ پھر حسب طرح زلزلہ کا سبب آتش فشاں پہاڑ کا پھٹنا کہاں جاتا ہے یہاں بھی اندرونی گرمی بھڑکا ہٹ یا پریشانی دل سے انسان کے پورے بدن میں دھردھری آ جاتی ہے۔ پھر حسب طرح اقلیم عالم میں عناصر کے غلبہ سے غیر معتدل آثار پیدا ہوتے ہیں۔ مثلاً تھوڑی

آندھیاں، آگ برستا۔ ایسے ہی اقلیم بدن پر غیر طبعی آثار مثلاً بخار، زکام، سرسام اور غارش وغیرہ نمودار ہوتے ہیں۔ پھر جس طرح عقل و حکمت کی کمی اور شہوات و عفلات کی زیادتی سے انسان انسان کے دشمن ہو جاتے ہیں۔ ایسے ہی بعض دفعہ بحرانی مرض پیدا ہو جاتے ہیں، کہ انسان اپنے بدن کو نوچنے لگتا ہے۔ پھر جس طرح رعایا پر بادشاہ کی حکومت ہوتی ہے، اور وزراء، جنود و عساکر اس کے مددگار ہوتے ہیں۔ ایسے ہی اقلیم بدن کا بادشاہ قلب ہے دماغ اور حواس خمسہ اس کے وزیر اور مشیر ہیں۔ معدہ خزانچی ہے۔ اور ہاتھ پیر جنود و عساکر ہیں۔ پھر جس طرح علویات میں چاند اور سورج روشن ہیں۔ بعینہ اقلیم بدن میں سر میں دو آنکھیں نمودار ہیں۔ پھر جس طرح ستاروں سے راستہ دکھائی دیتا ہے، یہاں دماغ میں غور و فکر کے نتائج اور نظریے ہیں جن سے انسان کو عمل کی راہیں ملتی ہیں۔

پھر جس طرح ستارے مادی تاثیرات پیدا کرتے ہیں۔ ایسے ہی دماغی فکر غم و مسرت پیدا کرتی ہے۔ پھر جس طرح آسمانوں کے اوپر غیب میں جنت ہے جس میں سوائے مسرت و اطمینان کے غم کا کہیں نشان نہیں، بعینہ انسان میں آثار فرح و مسرت اور بشارت و طمانیت مثل جنت کے ہیں جن میں مگن ہو کر نفس دنیا و مافیہا سے بے خبر ہو جاتا ہے۔ پھر جس طرح غیب میں جہنم ہے، جہاں سوائے غم و تردد کے کسی خوشی کا نشان نہیں، ایسے ہی انسان کے باطن میں آثار مصائب و غم اور تشویشات مثل جہنم کے ہیں۔ پھر جیسے آسمانوں میں سب سے برتر اور فوق تر عرش ہے جہاں حق سبحانہ و تعالیٰ کی تجلیات کا بلا واسطہ دور دورہ ہے ایسے ہی فوقانی اشیاء میں انسان کا لطیف قلب ہے۔ جو تجلی گاہ ربانی ہے جس میں بلا واسطہ اسرار الہی متجلی اور منکشف ہوتے ہیں۔

پھر جس طرح آسمان پر فرشتے مخفی خدمات انجام دیتے ہیں جن میں عصیاں کا کہیں نشان نہیں ایسے ہی دماغ میں حواس خمسہ ملائکہ کی طرح مخفی خدمات انجام دیتے ہیں۔ پھر جس طرح غیبی عالم میں آسمان کے نیچے گمراہ شیاطین ہیں، جو حکم الہی کے سامنے نہیں جھکتے۔ ایسے ہی انسانی دماغ کے نیچے نفس ظلمانی ہے جو قلب کے اشاروں پر نہیں چلتا۔ بلکہ فانی الذات میں مہمک ہو کر سارے اقلیم بدن کو تباہی میں ڈالتا ہے۔

دوسرا عالم، عالم غیب ہے، جو جسمانیت سے پاک ہے اور صرف دل کی آنکھوں سے نظر آتا ہے۔ مثلاً ذات و صفات حق، ملائکہ، عالم اسرار غیب وغیرہ۔ انسان کا عالم غیب

روح انسانی ہے جس میں علم کے سرچشمے ہیں اور لطیفہ روح، معنویات و روحانیات اور الہیات کا مرکز ہے۔ گویا اس روح میں کمالات باطن کے نمونے ہیں، جو اس کو ودیعت کئے گئے ہیں جس طرح ذات بابرکات، مدبر و حکیم اپنی حکمت و قدرت سے سارے عالم کو سنبھالتے ہوئے ہے۔ اگر وہ ذرا توجہ ہٹائے تو سارا عالم درہم ہو جائے۔

اسی طرح روح انسانی بدنی کائنات کو سنبھالتے ہوئے ہے۔ اگر ذرا بھی اپنا رخ بدن سے پھیرے تو اقلیم تن گل مٹ جائے۔ پھر جس طرح وہ مختلف رنگ جہانوں کیلئے ایک ہی مدبر ہے اسکا کوئی شریک نہیں۔ اسی طرح روح بھی انسانی بدن میں وحدۃ لا شریک ہے۔ پھر جس طرح وہ واحد قہار یقینی اور حتمی ہونے کے باوجود انسانوں سے ادھل ہے اور بصری ادراک سے قاصر ہے۔ ایسے ہی روح انسانی ہے۔ پھر جیسے وہ خالق اکبر عالم کے ذرہ میں سمایا ہے۔ اور ہر چیز میں اس کا جلوہ ہونے کے باوجود کوئی اشارے سے نہیں بتلا سکتا کہ ذرا ادھر یا ادھر۔ ایسے ہی روح انسانی رگ رگ میں سمائے ہونے کے باوجود کوئی نہیں بتلا سکتا کہ کس کونے میں بیٹھی ہے۔

پھر جس طرح حق تعالیٰ شانہ کو تعلق عرش سے ہے، وہ فرش سے نہیں جو بیت اللہ سے وہ عام جہان سے نہیں۔ چنانچہ اگر مقامات مقدسہ پر آنکھ آجائے تو سارا عالم زیر و زبر ہو جائے۔ ایسے ہی انسانی روح کا سب سے زیادہ تعلق قلب سے ہے۔ پھر جس طرح حق تعالیٰ شانہ ملائکہ مقربین کو مامور فرماتا ہے۔ اور وہ انبیاء علیہم السلام کے پاس حکم الہی لے کر اترتے ہیں۔ اسی طرح روح انسانی کی صفت بھی رشد و ہدایت ہے۔ پھر جس طرح ہر ادراک اور حواس خمسہ اس کے ملائکہ ہیں جنکی قوتیں دماغ میں پوشیدہ ہیں اور جن اعضاء کے ذریعہ یہ قوتیں نمایاں ہوتی ہیں وہ آنکھ، کان، ناک وغیرہ بمنزلہ انبیاء علیہ السلام کے ہیں۔

پھر جس طرح حق تعالیٰ کی گونا گوں صفات و کمالات ہیں، کسی نہ کسی خاص غلبہ کے تحت ہر نبی پر تجلی ہوتی ہے۔ ایسے ہی روح بھی اپنی کسی نہ کسی صفت سے ان کارکنوں پر متجلی ہے۔ اور ہر عضو آنکھ، کان، ناک، اسکی ایک قوت، احساس و ادراک کا منظر ہے۔ پھر جس طرح حق تعالیٰ شانہ کی سب سے زیادہ جامع تجلی حضور صلی اللہ علیہ وسلم پر ہوئی۔ اور آپ میں اگلوں اور پھلوں کے تمام علوم و کمالات جمع کر دیئے گئے ہیں۔ ایسے ہی روح کی سب سے زیادہ تجلی قلب پر ہے۔ اور قلب مجمع العلوم ہے۔ حواس خمسہ میں ادراک و شعور کا فیض قلب ہی کا ہے۔ پھر جس طرح یہ مسلمہ

عقیدہ ہے کہ اور انبیاء علیہ السلام کی نبوت و معرفت حضرت خاتم الانبیاء صلی اللہ علیہ وسلم کی نبوت و معرفت سے مستفاد اور وابستہ ہے۔ ایسے ہی ان اعضاء و جوارح کا علم قلب کی قوت علم سے مستفاد اور وابستہ ہے اور قلب بالذات مدرك ہے۔ چنانچہ آنکھ، کان بند کر کے تنہا قلب تدبر و فکر کرتا ہے۔ اور ساری کائنات کے نقشہ کو عالم خیال میں دیکھتا ہے۔ اور جوارح خمسہ کا محتاج نہیں۔ پھر جس طرح حضرت خاتم الانبیاء صلی اللہ علیہ وسلم تمام انبیاء کے حاکم اور جملہ ادیان کے ناسخ میں ایسے ہی قلب تمام اعضاء و جوارح پر حاکم اور ان کے علمی و خیروں پر ناقد اور متصرف ہے کہ آنکھ نے صحیح دیکھا یا نہیں کان نے صحیح سنا یا نہیں۔ اور قلب کے علوم پر کوئی نقد و تبصرہ نہیں کر سکتے جس طرح حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی شریعت پر کسی کو نقد و تبصرہ کا اختیار نہیں۔ پھر جس طرح کمالات خداوندی آپ کی ذات بابرکات پر اولاً اترے، اسی طرح روح کا فیضان بھی اولاً قلب پر ہوتا ہے۔ یہاں تک کہ حیات و زندگی بھی پہلے قلب پر اترتی ہے۔

پھر جس طرح حضرات انبیاء علیہم السلام مخلوق کو راہ ہدایت دکھلا کر عمل کیلئے جبر و اکراہ نہیں کرتے۔ بلکہ عمل کی استعداد پیدا کر کے عمل کرتا لوگوں پر چھوڑ دیتے ہیں ایسے ہی روح انسانی اشیاء کے حسن و قبح دکھلا کر اعضاء بدن میں استعداد عمل کی قوت پیدا کر کے نفس کے ارادے پر چھوڑ دیتی ہے۔ اور عمل کے لئے نفس پر جبر و اکراہ نہیں کرتی۔

پھر جس طرح غذا کے اثرات بدن پر نمایاں ہوتے ہیں، اسی طرح روح اپنی تربیت سے اس کے (خیر و شر کے) ثمرات بدن پر نمایاں کر دیتی ہے۔ آخر میں بطور تبرک حضرت قاری صاحب دامت برکاتہم کے الفاظ نقل کرتا ہوں۔ ”غرض مبداء ہو یا معاد، نبوت ہوں یا احکام آخرت ہو یا سزا و جزا حق تعالیٰ کے کمالات و صفات ہوں یا انحال ان سب کے تمام ہی نمونے انسان کے عالم غیب یعنی روح میں موجود ہیں۔ اور یہ واضح ہو گیا کہ انسان ایک ایسی حقیقت جامع ہے کہ اکوان و اعیان کی ساری ہی حقیقتیں اور صورتیں اس میں جمع ہیں۔ الہیات اور مخلوقات کے سارے ہی نمونے اس میں موجود ہیں اور ہر انسان گویا ایک مستقل جہان ہے جس میں ظلماتی اور نورانی، شیطانی اور رحمانی، مادی اور روحانی ساری ہی النموذج قائم ہیں۔“

آسمان ہرست در ولایت بیاں
کار فرمائے آسمان جہاں
در رہ روح پست و بالا ہست
کوہ ہائے بلند و صحرا ہست
گویا انسان اس کا مصداق ہے۔